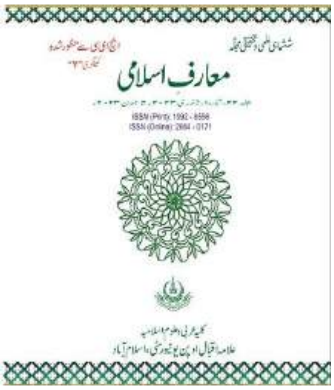

معارفِ اِسلامی Ma’ārif-e-Islāmī

eISSN: 2664-0171, pISSN: 1992-8556
Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.24 Issue: 01 (January – June 2025)
Date of Publication: 25-June 2025
HEC Category, **Y**: (2024-2025)

https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi

Article	مسلم معاشرہ میں خانگی امور کے اصلاح کی معاصر اخلاقی تحدیات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا حل Contemporary Ethical Challenges in the Reform of Family Affairs in Muslim Society: Solutions in the Light of the Seerah of the Prophet (ﷺ)
Authors & Affiliations	1. ***Dr Amjad Hayat*** Assistant Professor, Department of Islamic Studies, National University of Modern Languages (NUML), Islamabad, Pakistan. ahayat@numl.edu.pk
Dates	***Received*** 15-02-2025 ***Accepted*** 12-05-2025 ***Published*** 25-06-2025
Citation	Dr. Amjad Hayat, 2025. مسلم معاشرہ میں خانگی امور کے اصلاح کی معاصر اخلاقی تحدیات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا حل [online] IRI - Islamic Research Index - Allama Iqbal Open University, Islamabad. Available at: https://iri.aiou.edu.pk [Accessed 25 June 2025].
Copyright Information	مسلم معاشرہ میں خانگی امور کے اصلاح کی معاصر اخلاقی تحدیات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا حل 2025@ by Dr. Amjad Hayat is licensed under Attribution-Share Alike 4.0 International
Publisher Information	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla Religion Database (Atla RDB)	Scientific Indexing Services (SIS)

مسلم معاشرہ میں خانگی امور کے اصلاح کی معاصر اخلاقی تحدیات: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان کا حل

Contemporary Ethical Challenges in the Reform of Family Affairs in Muslim Society: Solutions in the Light of the Seerah of the Prophet (ﷺ)

Abstract

In the contemporary era, humanity has amassed material comforts to create peaceful and comforting homes. Yet, despite these efforts, individuals remain trapped in chaos and distress. One major reason for this predicament is the moral deterioration of the fundamental unit of society—the family—whose ethical foundation has become hollow. Elevated and stable moral values within families play a crucial role in ensuring social stability and development. However, in modern times, particularly in Muslim households, there is a lack of ethical teachings such as kindness and good conduct, which has led to significant disruptions in family life.

In Pakistani society, there is considerable negligence in the moral training and reform of family affairs, particularly in the relationship between spouses. This negligence has not only led to an increase in social issues but has also contributed to a rising trend of divorce. In this context, as humanity grapples with numerous ethical and social crises, it increasingly turns to the Seerah of the Prophet Muhammad ﷺ for solutions. The survival of the human race is also dependent on the stability of the family system, in which the Seerah of the Prophet ﷺ serves as a guiding light.

This study will explore the dimensions of ethical challenges in the reform of family affairs in Pakistani society and investigate the ethical teachings from the Seerah of the Prophet ﷺ that offer solutions to these issues. It will also highlight how these moral teachings can be applied in the contemporary context to enhance ethical reform in family affairs.

***Keywords:** Muslim Society, Challenges, Ethics, Family Issues, Prophetic Seerah, Reform.*

تعارف موضوع:

آج کا انسان اپنے گھر کو سکون اور راحت کا گہوارہ بنانے کے لیے بے شمار مادی وسائل اکٹھے کر چکا ہے، لیکن اس کے باوجود اضطراب اور بے چینی کا شکار ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ معاشرے کی بنیادی اکائی یعنی 'خاندان' کی اخلاقی اصلاح اپنی جڑوں سے کمزور ہو چکی ہے۔ ایک مضبوط اور اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مبنی خاندانی نظام معاشرتی استحکام اور ترقی میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ تاہم، موجودہ دور میں مسلمان گھرانوں، بالخصوص پاکستانی معاشرے میں، خانگی زندگی کے امور میں حسن سلوک اور اخلاقی تعلیمات کا شدید فقدان پایا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں گھریلو زندگی میں بے شمار مسائل جنم لے رہے ہیں۔ خصوصاً زوجین کے درمیان تعلقات کی تربیت اور اصلاح میں لاپرواہی کے باعث نہ صرف سماجی بگاڑ میں اضافہ ہو رہا ہے بلکہ طلاق کے رجحان میں بھی تیزی آرہی ہے۔

ایسے حالات میں، دیگر معاشرتی مسائل کی طرح خاندانی نظام کی اصلاح کے لیے بھی سیرتِ نبوی ﷺ ہماری رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس مقالے میں اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ پاکستانی معاشرے میں خانگی امور کی اصلاح کو درپیش اخلاقی چیلنجز کیا ہیں، اور ان کے سدباب کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ سے وہ کون سی اخلاقی تعلیمات اخذ کی جاسکتی ہیں جن سے عصرِ حاضر میں مؤثر طور پر استفادہ کیا جاسکے۔

کلیدی الفاظ: مسلم معاشرہ، تحدیات، اخلاق، عائلی مسائل، سیرت انبیاء، اصلاح۔

مقاصد تحقیق:

مسلم معاشرہ میں خانگی امور کو درپیش اہم اخلاقی مسائل کا کھوج لگانا۔

عصر حاضر میں عائلی مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں تلاش کرنا۔

سوالات تحقیق:

مسلم معاشرہ میں خانگی امور میں درپیش اہم اخلاقی مسائل کس نوعیت کے ہیں؟

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ان مسائل کا حل کیا ہو سکتا ہے؟

پاکستانی علماء کی نظر میں معاصر عائلی صورتحال

جدید دور میں پاکستانی معاشرے کو درپیش خاندانی مسائل ماضی کی نسبت زیادہ پیچیدہ ہو چکے ہیں۔ پہلے زندگی سادگی پر مبنی تھی، اور گھریلو معاملات نسبتاً کم الجھنوں کا شکار تھے، لیکن جیسے جیسے تہذیب و تمدن نے ترقی کی، ویسے ویسے خاندانی چیلنجز میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ انسانی زندگی کبھی بھی مسائل سے خالی نہیں رہی، ہر دور میں لوگ مختلف مشکلات کا سامنا کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے

عائلی نظام کی تخریب کی وہ لہر جو سارے عالم میں پھیلتی جا رہی ہے ارض پاکستان کی حدود بھی اس سے محفوظ نہیں۔ **محمد اقبال کیلانی** ان حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارے معاشرے میں چادر و چار دیواری کے اندر کی زندگی کس قدر المناک بن چکی ہے۔ اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے ارباب حل و عقد، دانشور اور پڑھے لکھے مرد و خواتین اسلامی تعلیمات سے رجوع کرتے۔ ازدواجی زندگی میں اسلام نے مرد و عورت کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں ان کا تحفظ کیا جاتا۔ ہمیں اعتراف کرنے میں قطعاً کوئی تامل نہیں کہ چادر و چار دیواری کے اندر عورت مجموعی طور پر بہت مظلوم ہے۔ اس کی دادرسی ہونی چاہیے، معاشرے میں اسے عزت اور باوقار مقام ملنا چاہیے۔"[1]

اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہ بات ماننی پڑتی ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا ہلکا ہو گیا ہے، شوہر اپنی قوامیت کے مظاہر کے لیے ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی

دست ہیں۔[(2)]

یہی سبب ہے کہ آج خاندانی زندگی سنگین مسائل کا شکار ہو چکی ہے۔ جو رشتہ سکون، محبت اور ہم آہنگی کا ذریعہ ہونا چاہیے، وہی نااتفاقی، رنجش اور اختلافات کی لپیٹ میں آرہا ہے۔ ازدواجی تعلقات میں بگاڑ بڑھتا جا رہا ہے، اور حالات مزید پیچیدہ ہوتے جا رہے ہیں۔ خواتین کی بڑی تعداد خاندانی عدالتوں کا رخ کر رہی ہے، جہاں وہ تنسیخِ نکاح، حق مہر، نان و نفقہ اور جہیز کی واپسی جیسے مقدمات دائر کر رہی ہیں۔ ان مسائل کی وجوہات میں شوہروں کا غیر ذمہ دارانہ رویہ، سسرالی دباؤ، طعن و تشنیع، گھریلو تشدد، مالی ذمہ داریوں سے گریز، اور غیر اخلاقی دباؤ شامل ہیں۔ حالیہ برسوں میں ایسے مقدمات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ پہلے ان کی تعداد کم تھی، لیکن جیسے جیسے سماجی اور قانونی سطح پر خواتین کے حقوق کے حوالے سے آگاہی میں اضافہ ہوا، ان کیسز میں بھی تیزی آتی گئی۔ یہ صورتِ حال معاشرتی استحکام کے لیے ایک سنگین چیلنج ہے، اور اس کے سدباب کے لیے مؤثر اور عملی اقدامات اٹھانا ناگزیر ہو چکا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ محض مسائل کی نشاندہی پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ ان کے حقیقی اور دیرپا حل کی جستجو کی جائے۔ اس ضمن میں سب سے مستند اور قابلِ اعتماد رہنمائی ہمیں سیرتِ نبوی ﷺ سے حاصل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ نہ صرف عائلی مسائل کے اسباب کی وضاحت کرتا ہے بلکہ ان کے دیرپا اور فطری حل بھی فراہم کرتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ حقیقت میں قرآنِ حکیم کی عملی تعبیر ہے۔ اگر قرآنِ مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے، تو سیرتِ طیبہ اس ہدایت کی عملی روشنی ہے جو زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: 'آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا[3]۔' یعنی نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ قرآنِ مجید کی عملی تصویر تھی۔

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ایک ایسے متوازن خاندانی نظام کی بنیاد رکھتی ہے جو محبت، انصاف اور باہمی احترام پر قائم ہو۔ آج کے دور میں خاندانی مسائل کے کئی اسباب موجود ہیں، اور ان کا پائیدار حل سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں تلاش کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مسلم معاشرہ کے معاصر عائلی مسائل اور سیرت طیبہ ﷺ سے ان کا حل

موجودہ دور میں پاکستانی معاشرے میں ازدواجی زندگی میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور طلاق کے بڑھتے ہوئے واقعات ایک سنگین مسئلہ بن چکے ہیں، جو ہمارے لیے غور و فکر کا متقاضی ہے۔ ازدواجی تعلقات میں پیدا ہونے والے ان مسائل کی وجوہات کو سمجھنا اور ان کا مناسب حل تلاش کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ نکاح جیسے مقدس بندھن کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھا جا سکے۔ درج ذیل میں ان اہم عوامل اور وجوہات کا تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے جو ازدواجی زندگی کے بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔

1۔ اسلامی تعلیمات سے بے نیازی

ازدواجی زندگی انسانی حیات کا ایک بنیادی اور اہم پہلو ہے، جہاں مرد اور عورت محبت، ہمدردی اور ایثار کے ساتھ زندگی کے سفر میں ایک دوسرے کے شریک بنتے ہیں۔ نکاح ایک مقدس بندھن ہے، جو ہر معاشرے اور تہذیب میں کسی نہ کسی صورت ہمیشہ سے موجود رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

ازدواجی زندگی میں پیدا ہونے والی مشکلات اور تنازعات کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور رہنمائی سے رو گردانی کرتے ہیں اور اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزارنے کو ترجیح دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں ان کی ذاتی زندگی متاثر ہوتی ہے اور خاندانوں پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسلام نے ازدواجی زندگی کے لیے ایک جامع اور متوازن نظام متعارف کرایا ہے، جو سادگی، پاکیزگی اور باہمی حقوق و فرائض کی ادائیگی پر استوار ہے۔ ابتدائی اسلامی دور میں اس نظام پر بھرپور عمل کیا گیا، جس کے نتیجے میں اسلامی معاشرہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کا حامل رہا۔ تاہم، وقت کے ساتھ ساتھ دنیا پرستی اور دینی تعلیمات سے غفلت کے باعث ازدواجی تعلقات میں بگاڑ پیدا ہوا اور بہت سے خاندان سکون و اطمینان سے محروم ہو گئے۔ بہت سے افراد عبادات جیسے نماز اور روزے کی ادائیگی میں تو اہتمام برتتے ہیں، لیکن اسلامی اصولوں کی حقیقی روح، یعنی تقویٰ اور باہمی حقوق کی ادائیگی کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کے باعث ازدواجی زندگی میں توازن برقرار نہیں رہتا۔

2۔ عائلی فرائض سے عدم توجہی

اسلام نے ازدواجی زندگی کو مضبوط اور خوشگوار بنانے کے لیے میاں بیوی کے حقوق و فرائض کو واضح طور پر متعین کیا ہے۔ اگر دونوں اپنے فرائض کو اخلاص اور ذمہ داری کے ساتھ نبھائیں تو باہمی محبت اور ہم آہنگی میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن اگر ان سے غفلت برتی جائے تو رنجشیں اور دوریاں جنم لینے لگتی ہیں۔ اس طرح کی ناچاقی نہ صرف زوجین اور ان کے بچوں کی زندگی کو متاثر کرتی ہے بلکہ پورے خاندان اور معاشرتی نظام میں اضطراب اور بے سکونی پیدا کر دیتی ہے۔

نبوی ﷺ اسوہ:

آج ازدواجی مسائل کی کثرت کی ایک بڑی وجہ ان فرائض سے لاپرواہی بھی ہے۔ سیرت النبی ﷺ سے ہمیں عائلی زندگی کے استحکام کے لیے کچھ اصول و ضوابط ملتے ہیں جن کے اہتمام سے ازدواجی رشتہ خوشگوار بنائی جا سکتی ہے، اور اگر کسی معقول وجہ سے علیحدگی ناگزیر ہو جائے تو بھی یہ عمل انصاف اور احسان کے دائرے میں رہے تو بھی ''امساک بالمعروف'' یا ''تسریح بالاحسان '' کا حکم دیا اور ان سے منہ پھیرنے والے کو ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ کی وعید سنائی ہے۔[(4)]

سیرتِ نبوی ﷺ میں خاندانی ذمہ داریوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں گھر کے تمام افراد کے حقوق کا بھرپور خیال رکھا اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور انصاف پر مبنی رویہ اختیار کیا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف اپنی ازواجِ مطہرات کی ضروریات پوری کیں بلکہ ان کے مالی حقوق کی ادائیگی میں بھی مکمل انصاف فرمایا۔ آپ ﷺ نے ازدواجی تعلقات میں عدل اور مساوات کو برقرار رکھا، وقت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی، اور اپنی ازواج کے ساتھ بہترین اخلاق اور مثالی طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ، فَكَانَ إِذَا قَسَمَ بَيْنَهُنَّ، لَا يَنْتَهِي إِلَى الْمَرْأَةِ الْأُولَى إِلَّا فِي تِسْعٍ، فَكُنَّ يَجْتَمِعْنَ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي بَيْتِ الَّتِي يَأْتِيهَا، [5]"

اس کے ساتھ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے کاموں میں بھی شریک ہوتے تھے۔ جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا " ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يصنع في بيته؟ قالت: «كان في مهنة أهله فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ ».[6] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کے کاموں میں مدد کرتے تھے۔

مختصراً، سیرتِ نبوی ﷺ ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ خاندانی فرائض محض ایک فرد کی ذمہ داری نہیں بلکہ پورے خاندان کے درمیان حقوق و فرائض کی ادائیگی یکساں ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل اور تعلیمات کے ذریعے یہ واضح کیا کہ گھر کے تمام افراد کے ساتھ حسنِ سلوک، احترام، محبت اور انصاف کو اپنانا انتہائی اہم ہے۔ مزید برآں، آپ ﷺ نے میاں اور بیوی دونوں کو ان کی بنیادی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے ایک متوازن خاندانی نظام کی بنیاد رکھی فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)).[7]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ امیر)حاکم (ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں پر اپنے اہل و عیال کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری ہے۔

3۔ حسن سلوک کا فقدان

موجودہ خاندانی نظام میں باہمی رویوں میں سرد مہری نمایاں طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ میاں بیوی کے درمیان خوشگوار اور پر سکون ماحول کے لیے باہمی حسن سلوک ناگزیر ہے۔ اچھے برتاؤ کا مفہوم محض نرم لہجے اور خوش اخلاقی تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنا، طعن و تشنیع سے اجتناب برتنا، اور استطاعت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا بھی شامل ہے۔

قرآنِ کریم میں زوجین کے تعلق کو نہایت محترم اور مقدس رشتہ قرار دیا گیا ہے، جہاں مرد کو "قوام" اور عورت کو "صالحات قانتات" جیسے اعلیٰ اوصاف سے نوازا گیا ہے۔ یہ رشتہ بنیادی طور پر محبت اور رحمت پر قائم ہوتا ہے، تاہم اگر حسنِ سلوک کا عنصر کمزور پڑ جائے تو ازدواجی تعلقات میں دراڑیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

پاکستانی معاشرے میں ازدواجی زندگی میں حسنِ معاشرت کی کمی کے باعث گھریلو تنازعات شدت اختیار کر رہے ہیں، عدم برداشت بڑھ رہا ہے، اور بعض اوقات یہ ناپسندیدہ حد تک کشیدہ صورت اختیار کر لیتے ہیں

نبوی ﷺ اسوہ:

ان مسائل کا مؤثر اور عملی حل ہمیں سیرتِ نبوی ﷺ میں واضح طور پر نظر آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ حسن سلوک کی اعلیٰ ترین مثالوں سے بھری ہوئی ہے، جہاں خواتین کے ساتھ شفقت، محبت اور احترام کی تلقین کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی سبب زوجہ کی بعض عادات ناپسندیدہ بھی محسوس ہوں، تب بھی اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کی ہدایت دی گئی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

کوئی مومن مرد کسی مومن عورت (بیوی) سے بغض و عناد نہ رکھے۔ کیونکہ اگر اسکی کوئی عادت ناپسند ہو گی تو کوئی عادت اس کو پسند بھی ہو گی۔[8] یہی تعلیم قرآن کریم میں کچھ اس طرح دی گئی ہے: ﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (9)

''عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائیاں رکھ دی ہوں۔'' **اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:** أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم خياركم لنسائهم[10]

"مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں، اور تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی کے لیے سب سے اچھا ہو۔"

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان معمولی اختلاف ہوا، اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ثالث بنایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا: "تم پہلے بات کرو گی یا میں کروں؟" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: "آپ ہی بات کریں، لیکن سچ بولیے گا۔" یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو غصہ آیا اور انھوں نے حضرت عائشہؓ کو ڈانٹا۔ حضرت عائشہؓ نبی کریم ﷺ کے پیچھے چھپ گئیں، تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا: "ہم نے آپ کو فیصلہ کرنے کے لیے بلایا تھا، نہ کہ مارنے کے لیے"[11]

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے حلم، بردباری اور زوجین کے درمیان حسن سلوک کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا طرزِ عمل امت کے لیے روشن مثال ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ہمیشہ نرمی، شفقت اور محبت کا مظاہرہ کیا اور کبھی سختی یا جبر کا رویہ اختیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ازدواجی زندگی میں حسنِ معاشرت کا ایسا عملی نمونہ پیش کیا جو رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ محبت اور احترام کا ایسا رویہ اپنایا جو تمام مردوں کے لیے بہترین نمونہ ہے، مثلاً

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا، ان کے کھیلنے کے شوق کا خیال رکھنا، عورتوں کو نازک آبگینے سے تشبیہ دینا، بیوی پر ہاتھ اٹھانے کی ممانعت فرمانا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آرام میں خلل نہ ڈالنا، نرمی سے دروازہ بند کرنا، محبت بھرے الفاظ سے پکارنا، ان کی گود میں سر رکھ کر سونا، اور ان کے ساتھ مل کر کھانے جیسے کئی واقعات آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی میں حسن سلوک کی بہترین مثالیں ہیں۔[12]

آج کے دور میں جب کہ ازدواجی تعلقات میں نرمی اور محبت کم ہوتی جارہی ہے، بہت سے خاندان باہمی فاصلے اور رنجشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ عورت کے لیے سب سے زیادہ اہم اس کے شوہر کی محبت، نرمی اور توجہ ہوتی ہے، جو اس کے دل کو اطمینان بخشتی ہے۔ اگر یہ محبت اور دلجوئی میسر نہ ہو تو مالی آسودگی بھی اس کے لیے بے معنی ہو جاتی ہے۔۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ.))(13)

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت قبول کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قید ہیں۔

اسی طرح ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور بہترین برتاؤ کو کمال ایمان کی شرط قرار دیا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اور خاص طور سے بیوی کے ساتھ لطف و محبت کا ہو۔[14]:

ان تمام واقعات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ خانگی امور کو مضبوط بنانے کے لیے ہمیں نبی اکرم ﷺ کے حسن سلوک اور ان کی سیرت طیبہ کو اپنانا ہوگا۔ یہی طریقہ آج کے دور کے خاندانی مسائل کا حل پیش کرتا ہے.

4۔ قوامیت کا نامناسب استعمال

اللہ تعالیٰ نے عائلی نظام کی استواری اور پختگی کے لیے مرد کو قوامیت کا درجہ عطا کیا۔ جیسا کہ فرمایا: الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (15)

کچھ افراد قوامیت کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کے بجائے اسے عورت پر تسلط اور حکمرانی کا ذریعہ بنالیتے ہیں۔ وہ یہ تصور رکھتے ہیں کہ عورت محض ان کی فرمانبردار ہے، اور بعض اوقات سخت رویہ اختیار کرتے ہیں، جو ازدواجی زندگی میں کشیدگی پیدا کرتا ہے۔ اصل میں قوامیت کا مقصد عورت پر تسلط جمانا نہیں، بلکہ اس کی حفاظت اور رہنمائی کرنا ہے۔ اس کا صحیح ادراک ہی ایک خوشحال خاندان کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ :

''لوگ بالعموم قوام کا ترجمہ ''ایک درجہ برتر'' کرتے ہیں حالانکہ قوام کا لفظ اقامہ سے نکلا ہے۔ اقامہ کے معنٰی ہیں کھڑے ہو جانا، جہاں تک قوام کے معنٰی کا تعلق ہے تو اس لفظ کے معنٰی یہ نہیں کہ مرد کو عورت پر ایک درجہ برتری یا فضیلت حاصل ہے، بلکہ یہ ہیں کہ مرد کی ذمہ داریاں ایک درجہ زیادہ ہیں۔''(16)

قوامیت کے غلط تصور نے عورت کے مقام و مرتبے کو شدید نقصان پہنچایا، جس کے نتیجے میں ازدواجی زندگی میں بگاڑ پیدا ہوا۔ جبری شادیاں، خواتین پر غیر منصفانہ تشدد، اور انہیں حق مہر، وراثت اور جائیداد جیسے بنیادی حقوق سے محروم رکھنا اسی رویے کے مظاہر ہیں۔

حقیقت میں، قوامیت کا مقصد گھر کے انتظام میں توازن اور خاندان کی فلاح کے لیے رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ یہ طاقت کا اظہار نہیں بلکہ محبت، انصاف اور یکجہتی کی فضا قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی سیرت میں ہمیں اس کی بہترین مثالیں ملتی ہیں، جہاں آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک فرمایا، ان کی ضروریات کا خیال رکھا، اور ہمیشہ عزت و احترام کا معاملہ کیا۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی ظلم یا زیادتی کی اجازت نہیں دی، بلکہ قوامیت کو ایک ذمہ داری کے طور پر نبھایا، جس میں محبت، عزت، انصاف اور شفقت شامل تھی۔

5۔ بلاوجہ غیرت اور اشتعال

غیرت ایک قیمتی اور فطری جذبہ ہے جو عزت و عفت کے تحفظ کے لیے ضروری ہے، تاہم اس میں اعتدال برقرار رکھنا نہایت اہم ہے۔ اگر غیرت حد سے بڑھ جائے تو بے جا شک، بدگمانی اور غیر ضروری سختی کی صورت میں ازدواجی تعلقات پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح، اگر اس میں بالکل کمی ہو تو خاندان کی حرمت اور وقار متاثر ہو سکتا ہے۔ حقیقی اور متوازن غیرت وہی ہے جو محبت، اعتماد اور باہمی احترام کے ساتھ ہو، تاکہ ازدواجی زندگی خوشگوار اور مستحکم رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے بہترین رہنمائی فراہم کی اور عملی مثالیں پیش کیں، جو ازدواجی تعلقات میں توازن اور حسن سلوک کا درس دیتی ہیں۔

((ثلاثة لایدخلون الجنة أبدا الدیوث من الرجال والرجلة من النساء ومدمن الخمر)). [17]

"تین آدمی کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے: مردوں میں سے دیوث، عورتوں میں سے جو مرد کی مشابہت اختیار کرے اور دائمی نشہ میں مبتلا رہنے والا شخص۔"

اسلام میں عزت و عفت کی حفاظت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے، اور اس کے لیے اعتدال پسند رویہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ ایسا شخص جسے اپنے گھر والوں کی عزت و عفت کی پرواہ نہ ہو، وہ بے حسی کا شکار ہو سکتا ہے، جبکہ غیرت میں حد سے تجاوز شک و شبہات، بے جا سختی اور غیر ضروری الزامات کا باعث بن سکتا ہے۔ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ غیرت میں توازن رکھا جائے تاکہ عزت و احترام کی حدود محفوظ رہیں اور بلاوجہ کے تنازعات جنم نہ لیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حوالے سے متوازن طرزِ عمل اختیار کرنے کی تلقین فرمائی، جو ہر مسلمان کے لیے بہترین رہنمائی ہے۔

((من الغَیرة ما یحبُّ اللهُ، ومنها ما یبغضُ اللهُ: فأما التي یُحبها الله عز وجل فالغَیرةُ في الرِّیبة، وأما التي یُبغضُها فالغیرةُ في غیرِ ریبة.)) [18]

"غیرت کی ایک صورت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایک صورت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے، جس غیرت کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ شک کے موقع پر غیرت ہے اور جس غیرت کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے وہ شک کے بغیر غیرت کرنا ہے۔"

اعتدال سے ہٹی ہوئی غیرت بعض اوقات سنگین نتائج کو جنم دے سکتی ہے، جیسے بے بنیاد شک کی بنا پر خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی، حتیٰ کہ بعض روایتی رسوم میں ان کی زندگی تک ختم کر دی جاتی ہے۔ دوسری جانب، بعض خواتین اگر اپنی عزت و عصمت کی حفاظت میں لاپروائی برتیں تو یہ بھی ازدواجی اور خاندانی مسائل کو جنم دے سکتا ہے۔ ان تمام مسائل کا بہترین حل یہ ہے کہ

سیرتِ نبویﷺ کی روشنی میں غیرت کو اعتدال میں رکھا جائے اور اخلاقی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ معاشرے میں ہم آہنگی اور استحکام قائم رہے۔

6۔ازدواجی فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی

نکاح کا مقصد محض ایک ساتھ زندگی بسر کرنا نہیں، بلکہ یہ ایک مضبوط جسمانی اور جذباتی رشتہ بھی ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کریں تو اس سے تعلق میں دوریاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ازدواجی زندگی کا ایک اہم پہلو ایک دوسرے کی فطری ضروریات کا خیال رکھنا بھی ہے، اور اس میں لاپرواہی کی صورت میں باہمی محبت اور تعلق متاثر ہو سکتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک بیوہ خاتون سے نکاح کیا تو نبی اکرمﷺ نے ان سے دریافت فرمایا ((هلا جارية تلاعبها وتلاعبك.)) [19]

نو عمر لڑکی سے شادی کیوں نہ کرلی کہ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

شادی ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جس میں میاں بیوی دونوں کی فطری ضروریات کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر کسی بھی جانب سے ان ضروریات میں غفلت برتی جائے تو باہمی محبت اور دلچسپی متاثر ہو سکتی ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے جذبات اور حقوق کا خیال رکھے، اور اسی طرح بیوی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ضروریات کو پورا کرے۔ اگر اس پہلو کو نظرانداز کیا جائے تو اس سے رشتے میں بدگمانیاں اور دوریاں پیدا ہو سکتی ہیں، جس کے نتیجے میں گھریلو سکون متاثر ہوتا ہے۔

نبی کریمﷺ کی ازدواجی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپﷺ نے عدل و انصاف کے ساتھ ازواجِ مطہرات کے حقوق کی ادائیگی کا ایک منظم طریقہ اختیار کیا۔ آپﷺ ہر بیوی کے لیے مخصوص دن مقرر کرتے تاکہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور تمام ازواج کو ان کا حق ملے۔ آپﷺ کا یہ طرزِ عمل ازدواجی زندگی میں توازن اور محبت قائم رکھنے کی بہترین مثال ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ نَبِيَّ اللَّه صَلَّى اللهُ عَلَيه وسَلَّم كَانَ يَطُوفُ عَلَى نسائه في اللَّيلَة الواحدَة، ولَهُ يومئذ تسعُ نسوَة» [20]

ایک رات میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام تمام بیویوں کے پاس گئے، اور اس وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔

نبی کریمﷺ اپنی ازواج مطہرات کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ باری تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ ازدواجی حقوق کی ادائیگی میں مساوات کا خیال رکھتے اور ہر بیوی کو اس کا حق دیتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے: 'اے اللہ! میں نے اپنی استطاعت کے مطابق برابری کا اہتمام کیا ہے، لیکن وہ معاملات جو میرے اختیار میں نہیں، ان پر مجھے ملامت نہ فرما'' [21]۔

7۔ عورت کی گھریلو ذمہ داریوں سے لاپرواہی

اسلام نے گھریلو ذمہ داریوں میں عورت کو اہم کردار دیا ہے، اور اسے اس حوالے سے آگاہی اور مہارت حاصل کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ اگر عورت اپنے فرائض سے غفلت برتے تو اس سے گھریلو مسائل اور تنازعات جنم لے سکتے ہیں۔ اس لیے لڑکیوں کی تربیت اس نہج پر ہونی چاہیے کہ وہ گھر کے معاملات کو خوش اسلوبی سے سنبھال سکیں اور خاندانی رشتوں کو مضبوط بنا سکیں۔

شادی کے بعد عورت کو ایک نئے ماحول میں خود کو ڈھالنا پڑتا ہے، جو والدین کی دی گئی تربیت سے ہی ممکن ہوتا ہے۔ اگر یہ تربیت نہ ہو تو سسرال میں ایڈجسٹ ہونا اس کے لیے مشکل ہو سکتا ہے اور وہ ذہنی و جذباتی دباؤ کا شکار ہو سکتی ہے۔

آج کے دور میں اگر جائزہ لیا جائے تو بہت سے گھرانے ایسے ہیں جہاں افراد ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے اجنبی محسوس کرتے ہیں۔ ایک ہی میز پر کھانے کے باوجود دلوں میں فاصلے موجود ہیں، اور میاں بیوی کے درمیان ذہنی ہم آہنگی کمزور پڑ چکی ہے۔

عہدِ رسالت میں خواتین اپنے گھریلو فرائض بخوبی انجام دیتی تھیں۔ اس کی ایک مثال حضرت فاطمہؓ کا وہ واقعہ ہے جب انہوں نے چکی پیسنے کی مشقت کے سبب نبی کریم ﷺ سے ایک خادم کی درخواست کی۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ جب انہیں معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں، تو وہ بھی ایک لونڈی یا غلام کی درخواست لے کر حاضر ہوئیں، مگر نبی کریم ﷺ اس وقت موجود نہیں تھے، لہٰذا انہوں نے حضرت عائشہؓ سے اس کا تذکرہ کر کے واپس چلی جانے کا فیصلہ کیا۔ بعد میں حضرت عائشہؓ نے نبی کریم ﷺ سے اس درخواست کا ذکر کیا۔ 22

اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے گھریلو کاموں کی مشقت کے باوجود اپنی ذمہ داریوں میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، بلکہ جب محنت کی شدت محسوس ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے مدد کی درخواست کی۔ آپؓ نے والدِ گرامی سے ایک خادم یا لونڈی کی خواہش ظاہر کی تاکہ گھریلو کاموں میں آسانی ہو سکے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کی درخواست رد نہیں کی، بلکہ شفقت اور محبت کے ساتھ ایک نہایت اہم نصیحت فرمائی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ صبر سے کام لیں اور ذکرِ الٰہی کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ اس نصیحت کے ذریعے آپؓ کو روحانی اور قلبی سکون کی راہ دکھائی گئی، جو حقیقی راحت کا ذریعہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو گھریلو ذمہ داریوں متعلق تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالأَمِيرُ رَاعٍ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))[23]

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ امیر)حاکم (ہے، مرد اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے۔ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیوی پر اپنے اہل و عیال کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی ذمہ داری ہے۔

8۔ عورت کی ملازمت

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ عورتوں کی طبعی ذمہ داریاں یا فطری وظائف اندرونِ خانہ سے متعلق ہیں اسی لیے اسے ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾[24] کا حکم دیا ہے۔ انسان کی عائلی زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب عورت

اپنے فطری مقصد تخلیق سے بے نیاز ہو کر اور اپنے جگر گوشے کو اپنے دل میں سموئی ہوئی موسیقی سے محروم کر کے گھر سے باہر قدم نکالتی ہے اور مرد کے ساتھ کسب معیشت میں شریک ہو جاتی ہے۔[25]

منیر احمد خلیلی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''عہد حاضر میں شیطانی نظام کے اندر عورت نے گھر سے نکل کر خود کمائی کرنے اور خود کفالتی کا درجہ پانے کے لیے جدوجہد شروع کی تو اس کا سب سے بڑا اثر خاندانی نظام، ازدواجی رشتے اور خانگی ماحول پر پڑا عورت نے سوچنا شروع کر دیا کہ وہ شوہر کی محتاج نہیں رہی جب اپنی معاش خود کما رہی ہو تو شوہر کی اطاعت اس پر کہاں لازم رہی ہے۔ یہی سوچ آزادی نسواں کے نظریے کی بنیاد بنی۔[26]
>
> نبوی تعلیمات کے مطابق، عورت کو معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت دی گئی ہے، بشرطیکہ وہ اسلامی اصولوں کی پاسداری کرے، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کرے، اور خاندانی ذمہ داریوں کے ساتھ توازن برقرار رکھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس کی ایک روشن مثال ہیں، جو نہ صرف ایک کامیاب تاجرہ تھیں بلکہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تجارت میں بھی شریک رہیں۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ اسلام میں عورت کو معاشی حقوق اور کاروباری سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت ہے، لیکن اس کے لیے اسلامی حدود کی پابندی ضروری ہے۔

9۔زوجین کے انتخاب کے غیر مناسب معیار

آج کے دور میں لوگ دین داری کو نظر انداز کرتے ہوئے ظاہری خوبیوں کو زیادہ اہمیت دینے لگے ہیں۔ حسن و جمال، دولت، شہرت، نوکری، اور دنیاوی تعلیم جیسے عوامل کو ترجیح دی جاتی ہے، اور بعض اوقات اتنے بلند معیارات مقرر کر لیے جاتے ہیں کہ انسان ساری زندگی اس تلاش میں گزار دیتا ہے۔ خاص طور پر دولت کو غیر ضروری حد تک اہمیت دی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں اکثر گھر بسانے کے بجائے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ ماضی میں رشتہ طے کرتے وقت حسب نسب کے ساتھ ساتھ لڑکی کے اخلاق، سیرت، اور طور طریقے کو بھی پرکھا جاتا تھا۔ وہ لڑکیاں جو بلند اخلاق، اچھی سیرت، اور رکھ رکھاؤ میں بہترین ہوتیں، خواہ ان کی مالی حیثیت کم ہی کیوں نہ ہو، ہر گھرانہ انہیں اپنی بہو بنانے کا خواہش مند ہوتا تاکہ گھر میں سکون، محبت، اور خوشحالی کا ماحول قائم رہے[27]

زوجین کا انتخاب بہت اہم ہے کیونکہ ہر ایک دوسرے کے اخلاق اور کردار سے متاثر ہوتا ہے۔اس لیے شادی کے فیصلے میں دینداری اور تقویٰ کو اولین ترجیح دی جانی چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: تُنْكَحُ المرأَةُ لأَرْبَعٍ: لمالَها ولحَسَبِها وجَمالَها ولدينها،فاظْفَرْ بذَاتِ الدِّين، تربتْ يداكَ -[28]

اسَ سے مراد یہ ہے کہ دین داری اور تقویٰ والے شریک حیات کا انتخاب کرنا، جو زندگی کو صحیح اصولوں پر استوار کرنے میں معاون ثابت ہو۔

نبوی تعلیمات میں جہاں بیوی کا اچھا انتخاب ضروری قرار دیا گیا ہے، ویسے ہی شوہر کے انتخاب میں بھی اخلاق، کردار، دینداری اور تقویٰ کو معیار بنایا جانا قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: (اذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلاَّ تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ. [29])۔ بدقسمتی سے بعض والدین اپنی بیٹی کا رشتہ اس طرح طے کرتے ہیں جیسے کوئی چیز بیچنے کے لیے رکھی گئی ہو، جہاں بیٹی کا معاملہ بالکل غیر اہم سمجھا جاتا ہے۔ یہ والدین مالی مفادات کی بنیاد پر اپنی بیٹی کا رشتہ کسی غیر لائق اور بدفطرت شخص سے طے کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں بیٹی کو زندگی میں بے شمار مشکلات اور پریشانیاں سہنی پڑتی ہیں، اور وہ دنیا میں ہی اپنی زندگی کو عذاب میں بدل لیتی ہے۔[(30)]

10۔ علاقائی رسوم و رواج کی پیروی

مسلمانوں میں ازدواجی معاملات کے حوالے سے اسلامی تعلیمات سے دوری اور لاپرواہی کے باعث مختلف علاقوں میں رائج رسوم و رواج کو غیر ضروری اہمیت دی جانے لگی۔ چونکہ اسلام دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلا، اس لیے جغرافیائی اور ثقافتی اثرات کی بنا پر ہر علاقے میں الگ رسم و رواج پروان چڑھے۔ جب اسلامی احکام کی صحیح تفہیم اور ان پر عمل کمزور ہوا تو ان علاقائی روایات کو اسلامی اصولوں پر فوقیت دی جانے لگی۔ اس کا اثر ازدواجی زندگی کے تمام پہلوؤں پر پڑا، بالخصوص خواتین کے حقوق اور ان سے متعلق معاملات میں ان رسوم نے کئی پیچیدگیاں پیدا کر دیں۔

'حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسم و رواج میں اعتدال کی تعلیم دی۔ معاشرتی روایات کا احترام کیا لیکن جب وہ دین کے اصولوں سے متصادم ہوتی تھیں تو انہیں درست کیا۔

> جاہلیت کے دور میں خواتین کی حیثیت بہت کم تھی، نبوی تعلیمات نے خواتین کے حقوق کا تحفظ کیا اور ان کے ساتھ برابری کا سلوک کرنے کی ترغیب دی۔ اور ان کے ساتھ تشدد زیادتی یا اس کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے سختی سے منع فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو اس طرح نہ پیٹنے لگے جس طرح غلام کو پیٹا جاتا ہے اور پھر دوسرے دن جنسی میلان کی تکمیل کے لئے اس کے پاس پہنچ جائے۔[31]
>
> اسی طرح ایک اور مقام پر یوں فرمایا:
>
> آپ ﷺ کی سیرت کے حوالے سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ازواج مطہرات کو ہاتھ نہیں اٹھایا۔ بلکہ آپ ﷺ نے عورت کو عرب جاہلیت کے رسوم و رواج کے تحت جو بے حیثیت بنایا گیا ہے اس کا تدارک کرتے ہوئے معاشرے میں اس کو ایک مقام و مرتبہ دیتے ہوئے فرمایا: جب تم کھاؤ تو اس کو کھلاؤ، اور جب تم پہنو اس کو پہناؤ، نہ اس کے چہرے پر مارو، اور نہ برا بھلا کہو، اور نہ جدائی اختیار کرو، اس کا موقع آ بھی جائے یہ گھر میں ہی ہو۔[32]

11۔ حقوق نسواں سے متعلق خواتین کی ناواقفیت

وقت گزرنے کے ساتھ مسلمانوں میں یہ رجحان پیدا ہو گیا کہ دین کو محض عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور قرآن کی تلاوت تک محدود کر لیا گیا، جبکہ اسلامی تعلیمات کا عملی نفاذ کمزور پڑ گیا۔ ازدواجی زندگی میں خواتین کو اپنے حقوق اور فرائض سے پوری طرح آگاہی حاصل نہ ہو سکی، اور مردوں نے اپنے اختیار کے ذریعے ان کے فرائض پر تو زور دیا، لیکن ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی برتی۔ مختلف سماجی اور ثقافتی اثرات نے عورت کے مقام کو مزید متاثر کیا۔

نکاح کے معاہدے میں عورت کو مساوی حیثیت دی گئی، لیکن عملی طور پر شادی کے بعد اکثر اسے کمتر سمجھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ غلاموں جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا عمومی عقیدہ ہے کہ اسلام نے جو حقوق عورت کو دیے ہیں، وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور ان کی ادائیگی ضروری ہے۔ وہ ان حقوق میں کسی ردوبدل کو دینی احکام میں مداخلت سمجھتے ہیں اور ان کے تحفظ کے لیے ہر ممکن قربانی دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔ تاہم، عملی زندگی میں ان حقوق کی پاسداری میں شدید کمی دیکھی جاتی ہے۔

والدین بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتتے ہیں اور انہیں بیٹوں کے مقابلے میں کم اہمیت دی جاتی ہے۔ بعض وجوہات کی بنا پر عورت کو وراثت سے محروم رکھنا عام ہو چکا ہے۔ شادی کے بعد بہت سی خواتین کو شوہر کی محبت اور عزت نہیں ملتی، اور سسرال میں بھی انہیں کمتر تصور کیا جاتا ہے۔ معمولی اختلافات پر طلاق کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور مہر کی ادائیگی کو طلاق سے مشروط کر دیا جاتا ہے، جس سے عورت کی ازدواجی زندگی مزید مشکلات کا شکار ہو جاتی ہے۔[33]

نبی کریم ﷺ نے اپنے زمانے میں خواتین کے حقوق کو واضح طور پر اجاگر کیا اور ان کی اہمیت کو نمایاں کیا، خواہ وہ تعلیم سے متعلق ہوں، وراثت سے، عزت و وقار کے تحفظ سے یا نکاح اور ازدواجی حقوق سے۔ آپ ﷺ نے اس بات پر بھی زور دیا کہ مرد اور عورت کے حقوق میں توازن قائم رہے اور دونوں کو ان کے فرائض اور حقوق کا شعور دیا جائے۔ بالخصوص، رسول اللہ ﷺ نے خواتین کی دینی اور سماجی تعلیم کو یقینی بنانے کے لیے خصوصی اہتمام فرمایا۔ سیدنا ابو سعید خدریؓ کی روایت کے مطابق، نبی کریم ﷺ نے خواتین کے لیے ایک مخصوص دن مقرر کیا تھا، تاکہ وہ آ کر دین کے احکام سیکھ سکیں اور اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر سکیں۔ نبی اکرام ﷺ نے فرمایا کہ :

((جاءت امرأة إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت: يا رسول الله، ذهب الرجال بحديثك، فاجعل لنا من نفسك يوما نأتيك فيه تعلمنا مما علمك الله، فقال: «اجتمعن في يوم كذا وكذا في مكان كذا وكذا»، فاجتمعن، فأتاهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعلمهن مما علمه الله، ثم قال: «ما منكن امرأة تقدم بين يديها من ولدها ثلاثة، إلا كان لها حجابا من النار»، فقالت امرأة منهن: يا رسول الله، أو اثنين؟ قال: فأعادتها مرتين، ثم قال: «واثنين واثنين واثنين»))[34]

"ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یارسول اللہ! مرد حضرات آپ سے فرامین سیکھنے میں سبقت لے گئے، ایک دن ہمارے لئے بھی متعین فرمایئے جس میں ہم آپ سے وہ سیکھیں جو اللہ

تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے تو آپ نے کہا: تم فلاں فلاں دن، فلاں فلاں مقام پر جمع ہو جایا کرو۔ عورتیں وہاں جمع ہو گئیں تو آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور اُنہیں اللہ سے سیکھی باتیں سکھائیں۔ فرمایا: کسی عورت کے اگر تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ایک عورت بولی: اگر دو بچے فوت ہو جائیں تب؟ تو آپ نے فرمایا: دو بھی، اس نے یہ بات دو بار دہرائی تو آپ نے تین بار دو، دو، دو کہا"۔

مختصر یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خواتین کو ان کے معاشرتی، مذہبی، اور جسمانی حقوق کے تحفظ کی تلقین فرمائی۔ آپ ﷺ نے انہیں ان کے حقوق سے آگاہ کیا، تاکہ وہ خود کو بااختیار محسوس کریں اور کسی بھی ناانصافی یا زیادتی کا شکار نہ ہوں۔ آپ ﷺ کی سیرتِ طیبہ آج بھی ہمارے لیے ایک روشن مثال ہے، جو ہمیں سکھاتی ہے کہ خواتین کو ان کے جائز حقوق دیے جائیں اور ان کے احترام و وقار کا خیال رکھا جائے۔

12۔ پیچیدہ عدالتی نظام

نکاح ایک مقدس معاہدہ ہے جو دو مختلف طبیعت اور رجحانات رکھنے والے افراد کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ اس رشتے میں معمولی اختلافات اور ناراضگیاں فطری امر ہیں، لیکن اسلام نے ازدواجی تعلقات کو مستحکم بنانے کے لیے اعلیٰ اخلاقی اصول متعین کیے ہیں۔ ان میں حسن سلوک، درگزر، عفو، خیر خواہی، محبت اور ہمدردی جیسے اوصاف بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت میں اس تعلق کو "احسان" اور "معروف" کے اصولوں پر قائم رکھنے کی تلقین کی گئی ہے، تاکہ ازدواجی زندگی خوشگوار رہے اور خاندانی نظام میں توازن برقرار رہے۔

اگرچہ اخلاقی تعلیمات ازدواجی زندگی کو بہتر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں، لیکن بعض اوقات اختلافات شدت اختیار کر لیتے ہیں اور معاملات نااتفاقی، نفرت یا بداعتمادی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں قانونی اور عدالتی نظام کی ضرورت پیش آتی ہے تاکہ ہر فریق کے حقوق کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ اسی مقصد کے تحت اسلام نے ایک منصفانہ عدالتی نظام فراہم کیا ہے، جس کے ذریعے ازدواجی مسائل کا منظم اور عادلانہ حل ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ اسلامی تاریخ اور سیرتِ طیبہ میں ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں، جہاں افراد نے اپنے ازدواجی مسائل کے حل کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا اور انصاف حاصل کیا۔[35]

جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے "أَنَّ امْرَأَةَ ثَابت بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم، فَقَالَتْ: يا رسُولَ اللَّهِ، ثَابِت بن قَيْسٍ، ما أَعْتِبُ عليه في خُلُقٍ ولا دِينٍ، ولَكِنِّي أَكْرَهُ الكُفْرَ فِي الإِسْلَامِ، فَقَالَ رسولُ اللَّه صلَّى الله عليه وَسلَّمَ: «أَتَرُدِّينَ عليه حدِيقته؟» قَالَتْ: نعم، قَالَ رسولُ اللَّه صلَّى الله عليه وسلَّمَ: «اقبلِ الحديقَةَ وطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً»[36]

"ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی آپ ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسول میں ثابت بن قیس کے دین و اخلاق متعلق کوئی برائی بیان نہیں کرتی لیکن میں اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف پلٹنا پسند نہیں کرتی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا دیا ہوا باغ لوٹانا چاہتی ہو، اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو کہا آپ اپنا باغ لے لیں اور اس کو طلاق دے دیں"

اس سے واضح ہوا کہ عہد رسالت میں طلاق و خلع متعلق مسائل پیش ہوتے تھے اور آپ ﷺ عدل و انصاف اور خوش اسلوبی کے ساتھ ان کو حل کیا کرتے تھے۔

13۔دونوں خاندانوں کا معاندانہ رویہ

آج کے دور میں ازدواجی مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ میاں بیوی کے خاندانوں کے درمیان پیدا ہونے والا معاندانہ رویہ ہے۔اس رویے کے نتیجے میں زوجین اپنے اپنے رشتہ داروں کی غیر ضروری حمایت کرنے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے الزام تراشی، بدگمانی اور ادب واحترام کی کمی عام ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً، ازدواجی رشتہ کمزور ہو کر بعض اوقات طلاق تک جا پہنچتا ہے۔ حالانکہ نکاح محض دو افراد کے درمیان ایک معاہدہ نہیں، بلکہ یہ دو خاندانوں کے درمیان تعلق اور ہم آہنگی کا ذریعہ بھی ہے۔ اسلام اس رشتے کو خصوصی اہمیت دیتا ہے اور صہری رشتوں کو اپنی نشانیوں میں شمار کرتا ہے، تاکہ باہمی تعلقات محبت، احترام اور استحکام کی بنیاد پر استوار رہیں۔

جیسا کہ فرمایا:((وهو الَّذي خَلَقَ من الْماء بشرا فجعلَه نسبا وصهرا وكَانَ رَبُّكَ قَدير))[37] مرد کے لیے عورت کے خاندان کے کچھ رشتے اور عورت کے لیے مرد کے خاندان سے کچھ رشتے حرام ہیں۔[38]

انسان کو زندگی میں نسبی اور سسرالی دونوں رشتوں سے تعاون اور سہارا ملتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان تعلقات کو اپنی نعمتوں میں شمار کیا ہے۔ان رشتوں کے تقدس اور اہمیت کو برقرار رکھنے کے لیے اسلام نے بعض قریبی رشتہ داروں سے نکاح کو حرام قرار دیا، تاکہ خاندانی نظام میں توازن اور پاکیزگی برقرار رہے۔اسی طرح، ازدواجی زندگی کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے اسلام نے دونوں خاندانوں کے درمیان حسن سلوک، درگزر، عفو، خیر خواہی، محبت اور ہمدردی کو فروغ دینے پر زور دیا ہے۔ان اخلاقی اصولوں کی روشنی میں میاں بیوی کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے اہلِ خانہ کے ساتھ بھلائی اور معروف کے تحت برتاؤ کریں، تاکہ ازدواجی تعلقات خوشگوار رہیں اور خاندانی ہم آہنگی قائم رہے۔

آپ ﷺ نے نہ صرف اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسن سلوک فرمایا، بلکہ اپنے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ بھی محبت، عزت اور بھلائی کا برتاؤ کرنے کی عملی مثال قائم کی۔ سیرتِ نبوی میں ہمیں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں جو اس حوالے سے راہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ ﷺ نے اپنے داماد حضرت ابوالعاص بن ربیع کے اچھے اخلاق اور دیانت کی تعریف فرمائی۔اسی طرح، داماد کو بھی سسر کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی سے پیش آنے کی ترغیب دی گئی، جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ تعلیمات ازدواجی اور خاندانی تعلقات میں خیر خواہی، محبت اور عزت واحترام کے اصولوں کو اجاگر کرتی ہیں، جو اسلامی معاشرت کے استحکام کے لیے نہایت اہم ہیں۔

قَالَ المسور: سَمِعتُ النَّبِيَّ صلَّى الله عليه وسلَّم ذَكَر صهرا لَه، فَأَثْنَى عليه في مصاهرته، فَأَحسن قَالَ: «حدَّثني وصدقَني، ووعدَني فوفى لي»[39]

"میں نے زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ کیا، انہوں نے میرے ساتھ سچ کہا اور جو وعدہ کیا اس کو

پورا کیا۔ حضرت ابوالعاص غزوہ بدر میں کفارِ مکہ کے ساتھ شامل ہو کر گرفتار ہوئے، آپ کی بیٹی حضرت زینبؓ نے اپنے قیدی کو چھڑانے کے لئے اپنا ہار جوان کو حضرت خدیجہؓ کی طرف سے ملا تھا روانہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو پہچان لیا اور مسلمانوں کو راضی کر کے وہ ہار حضرت زینبؓ کو واپس کر دیا اور حضرت ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر وہ حضرت زینبؓ کو مدینہ روانہ کر دیں گے، چنانچہ انھوں نے اس وعدہ کو پورا کیا۔ "

یہ بیوی کے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی ایک اعلیٰ مثال ہے کہ حضرت ابوالعاصؓ، جو اس وقت تک اسلام قبول نہیں کر چکے تھے، مگر پھر بھی اپنے سسر سے کیے گئے وعدے کو نبھاتے ہوئے اخلاص اور دیانت کا مظاہرہ کرتے رہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس کردار کو سراہتے ہوئے ان کی تعریف فرمائی۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفاداری، حسن اخلاق اور اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ اچھے برتاؤ سے متاثر ہو کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری ایک اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی تم سے کر دیتا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت کی دلیل ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے نبی کریم ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے شوہر بنے، جس کی وجہ سے انہیں "ذُوالنُّورین" یعنی دو نوروں والا کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ ایک موقع پر جب حضرت فاطمہؓ نے گھریلو مشقت کی شکایت کی، تو نبی کریم ﷺ خود ان کے گھر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اپنے بستر پر آرام فرما رہے تھے، نبی کریم ﷺ ان کے درمیان بیٹھ گئے، اور حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ یہ اور اس جیسے کئی واقعات سیرتِ نبوی میں ملتے ہیں، جو ثابت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کو حضرت علیؓ سے گہری محبت اور اپنائیت تھی اور ان کے اخلاق و کردار پر بھرپور اعتماد تھا۔ اسی طرح، نبی کریم ﷺ نے نہ صرف نسبی بلکہ سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک اور صلہ رحمی کی تعلیم دی، تاکہ معاشرتی تعلقات میں محبت اور استحکام پیدا ہو۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ، أَوْ يُنْسَأَ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ» -[40]

جس کو یہ بات اچھی لگے کہ اس کی روزی کشادہ کی جائے اور اس کی عمر لمبی (زندگی میں برکت) کی جائے تو اسے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے رہنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ عمومی طور پر قطع رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ برا سلوک کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ»[41]

قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتہ داروں اور اہل قرابت کیساتھ بُرا سلوک کرنیوالا) جنت میں نہ جاسکے گا۔

آپ ﷺ کا طرزِ عمل اس بات کا غماز تھا کہ آپ نے صہری رشتہ کو نہ صرف ایک رسمی تعلق کے طور پر نہیں دیکھا بلکہ اسے احترام اور حسن سلوک کے ذریعے ایک مضبوط اور محبت بھرا رشتہ بنایا۔

14-عائلی بگاڑاور جادو ٹونے

شیطان مختلف طریقوں سے عائلی زندگی کو متاثر کر سکتا ہے۔ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوتا ہے جو اس کے خیالات اور جذبات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ بعض اوقات رشتہ داروں یا قریبی افراد میں سے کوئی شادی کے معاملات میں رکاوٹ ڈالنے کے لیے حسد یا انتقام کے تحت جادو جیسے غیر شرعی اور مضر طریقے اختیار کر لیتا ہے، تاکہ میاں بیوی کے درمیان محبت ختم ہو جائے اور ازدواجی رشتہ ناکام ہو جائے۔ خاص طور پر ساس اور بہو کے جھگڑوں میں یہ رجحان بڑھتا جا رہا ہے، جہاں کبھی ساس اپنی حاکمیت قائم رکھنے کے لیے اور کبھی بہو شوہر کو اپنا مطیع بنانے کے لیے جادو کا سہارا لیتی ہے، جسے "سحر تفریق" کہا جاتا ہے۔

اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے لوگ شیطان کے شر سے بچنے کے لیے مسنون دعائیں نہیں پڑھتے، جس سے وہ مزید منفی اثرات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایمان کی کمزوری کی بنا پر لوگ مسائل کے حقیقی اسباب پر غور کرنے اور ان کا حل نکالنے کے بجائے جھوٹے پیروں، فقیروں اور جعلی عاملوں کے در پر جانے لگتے ہیں۔ یہ نام نہاد عامل اور جعلی روحانی رہنما نہ صرف مالی نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ معمولی گھریلو اختلافات کو بڑھا کر بڑے تنازعات میں بدلنے میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

اس حوالے سے تعلیمات نبویہ ﷺ میں ہے کہ آپ نے جادو ٹونا کرنے سے سختی سے منع فرمایا: جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔[42]"

اس حدیث میں شرک اور جادو ہر دو گناہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی خانہ میں ذکر فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ ہر دو گناہ کس قدر خطرناک ہیں خاص طور پر شرک وہ گناہ ہے جس کا مرتکب اگر توبہ کر کے نہ مرے تو وہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہے اور جنت اس پر قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ پر یہود کے قبیلہ بنو زریق قبیلہ سے تعلق رکھنے والا لبید بن الاعصم نامی شخص نے جادو کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ میں فلاں کام کر چکا حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام کیا نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالی نے آپ کو بچا لیا دو فرشتے بھیجے جنہوں نے ساری حقیقت بتا دی[43]

ایسے ہی صحابہ کرام آپ ﷺ سے جادو کا علاج بھی کرواتے تھے جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان پر جادو کے اثرات محسوس کئیے تو آپ ﷺ کے پاس گئے اور اپنی پوری کیفیت بتائی تو آپ ﷺ نے ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور کہا اللہ کے دشمن نکل جاؤ۔۔۔۔[44]

مذکورہ واقعات اور آپ ﷺ کی دیگر تعلیمات و سیرت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے جہاں جادو کرنے کو کبیرہ گناہ قرار دیا وہاں اگر کسی پر جادو ہو جائے تو اس کا علاج بھی بتایا سورہ فلق، سورہ الناس اور ادعیہ ماثورہ کا پڑھنا اور آپ ﷺ نے بھی اپنے عہد میں اس کا علاج کیا تو ایسے میں عائلی مسائل میں اس شیطانہ حربہ سے بچاؤ کے لیئے آپ کی اس سنت کو اپنایا جا سکتا ہے۔

15۔ذرائع ابلاغ کے اثرات

شادیوں کی ناکامی اور ازدواجی مسائل میں میڈیا، فلمیں، ڈرامے، اور غیر حقیقی افسانے بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ گھر کے اندر میاں بیوی کے تعلقات، والدین کے باہمی رویے اور گھریلو زندگی کے دیگر پہلو براہ راست مغربی ثقافتی اثرات کی زد میں ہیں۔ موجودہ دور میں خواتین کے حقوق، آزادی نسواں، بہبود آبادی اور دینی تعلیم جیسے موضوعات پر بھی جدید سامراجی طاقتیں اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہی ہیں، جس کے نتیجے میں خاندانی نظام کمزور پڑ رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے فرد کے ذہن پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ میڈیا تیز رفتار ترقی کے ساتھ عائلی زندگی کو بری طرح متاثر کر رہا ہے۔ مختلف گھروں میں معاشی اور سماجی سطح پر تفاوت موجود ہوتا ہے، لیکن میڈیا عام طور پر امیر اور خوشحال خاندانوں کا طرز زندگی نمایاں کرتا ہے، جس سے ناظرین میں غیر حقیقی توقعات پیدا ہونے لگتی ہیں۔ لوگ اپنی زندگی میں ان خیالی معیارات کو اپنانے کی خواہش کرتے ہیں، لیکن جب یہ توقعات پوری نہیں ہوتیں تو گھریلو تناؤ اور ازدواجی مسائل جنم لیتے ہیں۔ ضروریات سے زیادہ خواہشات کی دوڑ میاں بیوی کے تعلقات میں بگاڑ کا باعث بنتی ہے۔

مزید برآں، مرد و زن کے بے جا اختلاط اور پردے کی پابندی میں کمی جیسے عوامل بھی ازدواجی زندگی پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ میڈیا میں دکھائے جانے والے خیالی کردار اور غیر حقیقی حسن کے معیار لوگوں کی توقعات پر اثر انداز ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں حقیقی زندگی کے شریکِ حیات کم تر محسوس ہونے لگتے ہیں۔ فلموں اور ڈراموں میں پیش کی جانے والی خوبصورتی حقیقی زندگی سے مختلف ہوتی ہے، لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لوگ اپنے شریکِ زندگی کو بھی انہی غیر حقیقی معیارات پر پرکھنے لگتے ہیں، جس سے رشتے میں عدم اطمینان اور ناگواری پیدا ہونے لگتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسری عورت کی صفات اس انداز میں بیان کرے کہ وہ اس کے حسن سے متاثر ہو کر اپنی بیوی سے بے رغبتی محسوس کرے۔ اسلام نے نکاح میں حسن کو ایک پہلو کے طور پر تسلیم کیا، لیکن اسے واحد معیار قرار نہیں دیا، کیونکہ ظاہری خوبصورتی عارضی ہوتی ہے، جبکہ حقیقی خوبصورتی اچھے اخلاق، بہترین کردار اور باہمی محبت میں پوشیدہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((لا تباشر المرأة المرأة حتى تصفها لزوجها كانه ينظر اليها))[45]

کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اسے اپنے شوہر کے سامنے یوں بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اب صورتحال یہ ہے کہ عورت محض ایک فرد کے طور پر نہیں بلکہ پورے معاشرے کی جانب سے نمایاں کی جا رہی ہے۔ آج کے دور میں، چاہے مرد ہو یا عورت، گھریلو خاتون ہو یا ملازمت پیشہ، ہر کسی کی نظر کا دائرہ اس قدر وسیع ہو چکا ہے کہ پوری دنیا ان کے مشاہدے میں آ چکی ہے۔ نتیجتاً، دونوں فریق دنیا کی چمک دمک، خوبصورتی اور رنگینیوں کو اپنے دائرۂ زندگی میں سمیٹنے کی خواہش رکھتے ہیں، اور یہی رویہ ان کے باہمی تعلقات پر اثر انداز ہوتا ہے۔

حاصل بحث:

خانگی مسائل میں بگاڑ نے درج ذیل مسائل کو جنم دیا ہے: رشتوں میں حسن سلوک اور احترام کا فقدان، ایک دوسرے کی بات سننے اور برداشت کرنے کی صلاحیت میں کمی، باہمی اختلافات اور چپقلش میں اضافہ، ذمہ داریوں سے روگردانی، حق قوامیت میں بے اعتدالی، جس کی بنا پر بعض مرد اپنی بیویوں کے ساتھ نازیبا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح، خواتین کی معاشی سرگرمیوں میں زیادہ دلچسپی اور گھریلو ذمہ داریوں سے بے رغبتی بھی خاندانی سکون پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ اخلاقی اقدار کی گراوٹ اور معاشرتی بگاڑ کا اثر ملکی ترقی پر بھی پڑ رہا ہے۔

معاشرے کی بقا اور استحکام کے لیے ازدواجی زندگی کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنا ناگزیر ہے، اور اس کی بہترین مثال ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ نے ازدواجی تعلقات کو محبت، عدل اور حکمت کے ساتھ نبھایا اور ایک مثالی خاندانی نظام قائم کیا۔ آپ ﷺ بہترین شوہر اور نہایت شفیق سسر تھے، جن کی زندگی سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ خاندانی تعلقات میں محبت، صبر اور انصاف بنیادی اصول ہیں۔ آج کے دور میں، جہاں گھریلو زندگی میں بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں، آپ ﷺ کی سیرت ہمارے لیے بہترین نمونہ اور عملی راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اگر ہم آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں، تو ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور مستحکم بنایا جا سکتا ہے۔

نتائج بحث

1. یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ نہ صرف موجودہ معاشرتی مسائل کے حل کے لیے راہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ مسلم معاشرے کے اخلاقی اور روحانی استحکام کے لیے بھی ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اگر ان اصولوں کو اختیار کیا جائے تو پاکستانی سماج اور دیگر مسلم معاشروں میں فلاح و بہبود کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح، سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں عائلی مسائل کے حل کے عمل کو مزید مضبوط اور دیرپا بنایا جا سکتا ہے۔
2. عصرِ حاضر میں مسلم معاشروں میں اخلاقی زوال ازدواجی تعلقات میں بگاڑ کا باعث بن رہا ہے، جس سے انفرادی سکون اور خاندان نظام کا استحکام تیزی سے متاثر ہو رہا ہے۔
3. خانگی امور میں حقوق و فرائض کی عدم ادائیگی، عدالتی پیچیدگیاں اور ذرائع ابلاغ کا اخلاقی اصولوں سے ہٹ کر استعمال عائلی مسائل کا باعث بن رہا ہے۔
4. موجودہ مسلم معاشرے مذکورہ مسائل کی وجہ سے طلاق، ازدواجی اختلافات، اور خانگی امور کمزوری جیسے مسائل کا شکار ہیں۔
5. سیرت النبی ﷺ کے اصول عصر حاضر میں خانگی امور میں محبت، برداشت، اور باہمی تعاون کو فروغ دیتے ہیں۔
6. مذکورہ سیرت النبی ﷺ کے اصولوں کی تطبیق مسلم معاشروں میں اخلاقی اقدار کی بحالی اور استحکام کے لیے بہتری کا باعث بن سکتی ہے۔

سفارشات:

اس مقالہ کی اہم تجاویز وسفارشات درج ذیل ہیں:

1-قرآن کریم میں مذکور سیرت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی روشنی میں خاندان کی اصلاح وتربیت کے حوالے سے تحقیقی کام کیاجاسکتا ہے

2-سیرتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی روشنی میں عائلی مسائل کی اصلاح وتربیت پر تحقیقی کام کیاجاسکتا ہے۔

3-سیرتِ صحابیات رضی اللہ عنھم کی روشنی میں اصلاحِ خاندان اور خانگی امور میں استحکام کے متعلق کام کیاجاسکتا ہے۔

4-قرآن مجید میں مذکور صالحین سے متعلق آیات کی روشنی میں بھی خاندان کی اصلاح وتربیت پر تحقیق کی جاسکتی ہے۔

5-گھروں میں دینی ماحول برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اہلِ خانہ کو وقت دیاجائے اور انہیں دینی تعلیمات سے آگاہی دی جائے۔

References

[1] -کیلانی، محمد اقبال، نکاح کے مسائل، ناشر: مکتبہ بیت السلام، ریاض، ص 12

Kilani, Muhammad Iqbal, *Nikah ke Masail*, Nasher: Maktabah Bait al-Salam, Riyadh, Safah 12.

[2] -اسرار احمد، ڈاکٹر، اسلام میں عورت کا مقام، ناشر: انجمن خدام القرآن لاہور، ص 42

Asrar Ahmad, Dr., *Islam mein Aurat ka Maqam*, Nasher: Anjuman Khuddam al-Qur'an, Lahore, Safah 42.

[3] – الامام احمد، المسند، بتحقيق، أحمد محمد شاكر، دار الحديث القاهرة، الطبعة: الأولى، 1995 م، رقم الحديث ٢٥٨١٣

Al-Imam Ahmad, *Al-Musnad*, Tahqiq: Ahmad Muhammad Shakir, Dar al-Hadith, Al-Qahirah, Taba'ah Oola, 1995, Raqm al-Hadith 25813.

[4] -الطلاق: 1

Al-Talaq: 1

[5] -القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، باب القسم بین الزوجات، بتحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار احیاء التراث العربي—بیروت، رقم الحدیث 1462

Al-Qushayri, Muslim bin al-Hajjaj, *Al-Jami' al-Sahih*, Bab al-Qism Bayn al-Zawjat, Tahqiq: Muhammad Fu'ad Abd al-Baqi, Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi – Beirut, Raqm al-Hadith 1462.

[6] -البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب کیف یکون الرجل فی اھلہ، بتحقیق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث 6039

Al-Bukhari, Muhammad bin Isma'il, *Al-Jami' al-Sahih*, Bab Kaifa Yakun al-Rajul fi Ahlihi, Tahqiq: Muhammad Zuhair bin Nasir al-Nasir, Dar Tawq al-Najat, Raqm al-Hadith 6039.

[7] ۔ صحیح البخاری، کتاب ا لنکاح، باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا، رقم الحدیث 5200

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab al-Mar'ah Ra'iyyah fi Bayt Zawjiha, Raqm al-Hadith 5200.

[8] مسلم، ابن حجاج، قشیری، الجامع الصحیح، کتاب الرضاع، بالوصیۃ بالنساء، رقم الحدیث 1468

Muslim bin al-Hajjaj al-Qushayri, *Al-Jami' al-Sahih*, Kitab al-Rada', Bab al-Wasiyyah bil-Nisa', Raqm al-Hadith 1468.

[9] ـ النساء:19

Al-Nisa’: 19

[10] ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسیٰ، الجامع، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ زوجھا، دار الشرکۃ مکتبہ و مطبوعہ مصطفی البانی الحکیم۔ س۔ن، مصر، رقم الحدیث1162

Al-Tirmidhi, Muhammad bin ‘Isa Abu ‘Isa, *Al-Jami‘*, Kitab al-Rada‘, Bab Ma Ja’a fi Haqq al-Mar’ah Zawjiha, Dar al-Shirkah Maktabah wa Matbu‘ah Mustafa al-Bani al-Hakim, S.N., Misr, Raqm al-Hadith 1162.

[11] ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، باب ماجاء فی المزاح، تحقیق: محمد محيي الدين عبد الحميد، المكتبة العصرية، صيدا- بیروت رقم الحدیث:4999، 2/718

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash‘ath, *Al-Sunan*, Bab Ma Ja’a fi al-Mizah, Tahqiq: Muhammad Muhyuddin Abd al-Hamid, Al-Maktabah al-‘Asriyyah, Saida – Beirut, Raqm al-Hadith 4999, 2/718.

[12] - صحیح مسلم، باب سؤر الحائض، رقم الحدیث300

Sahih Muslim, Bab Su’r al-Ha’id, Raqm al-Hadith 300.

[13] ـ القزويني، أبو عبدالله محمد بن يزيد بن ماجة، سنن ابن ماجه، دار الرسالة العالمية، -2009م، 57/3، رقم الحدیث:1851

Al-Qazwini, Abu ‘Abdullah Muhammad bin Yazid Ibn Majah, *Sunan Ibn Majah*, Dar al-Risalah al-‘Alamiyyah, 2009, 3/57, Raqm al-Hadith 1851.

[14] -الامام حاکم، المستدرک، کتاب الایمان، تحقیق: مصطفی عبدالقادر عطا، ادار الکتب العلمیۃ—بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1411-رقم الحدیث173

Al-Imam al-Hakim, *Al-Mustadrak*, Kitab al-Iman, Tahqiq: Mustafa Abdul Qadir Ata, Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah – Beirut, Taba‘ah Oola, 1411 H, Raqm al-Hadith 173.

[15] ـ النساء:34

Al-Nisa’: 34

[16] ـ ذاکر نائیک، ڈاکٹر، مترجم: سید امتیاز احمد، اسلام میں خواتین کے حقوق جدید یا فرسودہ: دار النوادر لاہور، ص38

Zakir Naik, Dr., Tarjumah: Syed Imtiaz Ahmad, *Islam mein Khawateen ke Huqooq – Jadeed ya Farsudah*, Dar al-Nawadir, Lahore, Safah 38.

[17] ـ البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين، شعب الإيمان، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، 2003، ج7، د412، رقم الحديث 1079

Al-Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin al-Husayn, *Shu‘ab al-Iman*, Maktabat al-Rushd lin-Nashr wa al-Tawzi‘, Riyadh, 2003, Juz’ 7, Dar 412, Raqm al-Hadith 10799.

[18] ـ، سنن أبي داود، کتاب الجہاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، رقم الحدیث:2659

Sunan Abi Dawud, Kitab al-Jihad, Bab fi al-Khuyala’ fi al-Harb, Raqm al-Hadith 2659.

[19] ـ صحیح البخاري، کتاب ا لنکاح، باب: تستحد المغیبۃ وتمتشط، ج7ص66، رقم الحدیث:5247

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab: Tastahidd al-Mughayyibah wa Tamatasht, Juz’ 7, Safah 66, Raqm al-Hadith 5247.

20 - صحیح البخاری، باب الجنب خرج ويمشي في الاسواق وغیرہ، رقم الحدیث284

Sahih al-Bukhari, Bab al-Junub Kharaja wa Yamshi fi al-Aswaaq wa Ghairihi, Raqm al-Hadith 284.

[21] -ابوداؤد، السنن، ا لنکاح، باب فی القسم بین النساء، حدی رقم الحدیث214

Abu Dawud, *Al-Sunan*, al-Nikah, Bab fi al-Qism Bayn al-Nisa’, Raqm al-Hadith 214.

[22] - صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب خادم المراۃ، رقم الحدیث3113

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nafaqat, Bab Khadim al-Mar’ah, Raqm al-Hadith 3113.

[23] ـ صحیح البخاری کتاب ا لنکاح، باب المراۃ راعیۃ فی بیت زوجھا، رقم الحدیث:5200

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab al-Mar’ah Ra‘iyyah fi Bayt Zawjiha, Raqm al-Hadith 5200.

[24] ـ الأحزاب:33

Al-Ahzab: 33

[25]۔ مظہر علی ادیب، خاتون خانہ، ناشر: مکتبہ ذکریٰ، رامپور، 1979، ص 91

Mazhar Ali Adeeb, *Khatun-e-Khana*, Nasher: Maktabah Zakariyya, Rampur, 1979, Safah 91.

[26]۔ منیر احمد خلیلی، خاندانی نظام، اس نشیمن کو بچانے کی فکر کیجیے، ص 33

Munir Ahmad Khalili, *Khandani Nizam – Is Nashiman ko Bachanay ki Fikr Keejiye*, Safah 33.

[27]۔ منیر احمد خلیلی، خاندانی نظام، ص 34۔

Munir Ahmad Khalili, *Khandani Nizam*, Safah 34.

[28] - صحیح البخاری، باب الاکفاء فی الدین، رقم الحدیث 5090

Sahih al-Bukhari, Bab al-Akfa' fi al-Din, Raqm al-Hadith 5090.

[29] - الامام الترمذی، السنن، باب ماجاء اذا جاءکم من ترضون دینہ فزوّجوہ، رقم الحدیث 1084

Al-Tirmidhi, *Al-Sunan*, Bab Ma Ja'a Idha Ja'akum Man Tardawn Dinahu Fazzawwijuhu, Raqm al-Hadith 1084.

[30]۔ ابو یاسر، الشیخ، ہماری شادیاں ناکام کیوں؟ ناشر: نعمانی کتب خانہ لاہور، 2006ء ص 13.

Abu Yasir, Sheikh, *Hamari Shadiyan Nakam Kyun?*, Nasher: Naumani Kutub Khana, Lahore, 2006, Safah 13.

[31] - البخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، رقم الحدیث 2980

Al-Bukhari, *Al-Jami' al-Sahih*, Kitab al-Nikah, Bab Ma Yukrahu min Darb al-Nisa', Raqm al-Hadith 2980.

[32] - ابوداود، السنن، کتاب النکاح، باب حق المراۃ علی زوجھا، رقم الحدیث 2143

Abu Dawud, *Al-Sunan*, Kitab al-Nikah, Bab Haqq al-Mar'ah 'ala Zawjiha, Raqm al-Hadith 2143.

[33]۔ عمری، سید جلال الدین، اسلام میں عورت کے حقوق، ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لاہور، ص 13۔

Umri, Syed Jalaluddin, *Islam mein Aurat ke Huqooq*, Nasher: Islamic Publications, Lahore, p 13.

[34] - الامام البخاری، الجامع الصحیح، باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم، رقم الحدیث 101

Al-Bukhari, *Al-Jami' al-Sahih*, Bab Hal Yuj'al li al-Nisa' Yawm 'ala Hidhah fi al-'Ilm, Raqm al-Hadith 101.

[35]۔ ابو یاسر، الشیخ، ہماری شادیاں ناکام کیوں؟ ناشر: نعمانی کتب خانہ لاہور، 2006ء، ص 44

Abu Yasir, Sheikh, *Hamari Shadiyan Nakam Kyun?*, Nasher: Naumani Kutub Khana, Lahore, 2006, Safah 44.

[36]۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الخلع وکیف الطلاق فیہ، رقم الحدیث: 5273

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab al-Khul' wa Kaifa al-Talaq fihi, Raqm al-Hadith 5273.

[37]۔ الفرقان: 54

Al-Furqan: 54

[38]۔ النساء: 23

Al-Nisa': 23

[39] صحیح بخاری، باب الشروط في المھر عند عقدۃ النکاح، 3/190، وکذلک في باب ذکر اصھار النبي ﷺ منھم عمرو ابن العاص، رقم الحدیث: 3729

Sahih al-Bukhari, Bab al-Shurut fi al-Mahr 'inda 'Aqd al-Nikah, 3/190, wa fi Bab Dhikr As'har al-Nabi ﷺ minhum 'Amr ibn al-'As, Raqm al-Hadith 3729.

[40] - صحیح مسلم، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، رقم الحدیث 2557

Sahih Muslim, Bab Silat al-Rahim wa Tahreem Qata'iha, Raqm al-Hadith 2557.

[41] - صحیح مسلم، باب صلۃ الرحم وتحریم قطیعتھا، رقم الحدیث 2556

Sahih Muslim, Bab Silat al-Rahim wa Tahreem Qata‘iha, Raqm al-Hadith 2556.

[42] - صحیح بخاری، باب الشرک والسحر من الموبقات، رقم الحدیث 5764

Sahih al-Bukhari, Bab al-Shirk wa al-Sihr min al-Mubiqat, Raqm al-Hadith 5764.

[43] - صحیح بخاری، باب السحر، رقم الحدیث 5763

Sahih al-Bukhari, Bab al-Sihr, Raqm al-Hadith 5763.

[44] - سنن ابن ماجہ، باب الفزع والارق ومایتعوذ منہ، رقم الحدیث 3548

Sunan Ibn Majah, Bab al-Faza‘ wa al-Araq wa Ma Yata‘awwadh minhu, Raqm al-Hadith 3548.

[45]۔ صحیح البخاری، کتاب ا لنکاح، باب لاتباشر المرأۃ، ج3 ص1497، رقم الحدیث، 5240

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab La Tubashir al-Mar’ah, Juz’ 3, Safah 1497, Raqm al-Hadith 5240.